احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ہفتہ 6 فروری 2010ء

روزنامہ

(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 6 فروری 2010ء 21 صفر 1431 ہجری 6 تبلیغ 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 30

ہجرت کی پیشگوئی

حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

میں نے رویا میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درختوں کی کثرت ہے۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ یمامہ کا علاقہ ہے۔مگر بعد میں اس کی تعبیر مدینہ کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة حديث نمبر 3351)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

میں نے اپنی کتاب کشتی نوح میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کے زمانہ میں ہمیں ٹیکہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ خدا ہماری اوران سب کی جو ہمارے گھر میں ہیں آپ حفاظت کرے گا اور بالمقابل عافیت ہمارے ساتھ رہے گی لیکن بعض ٹیکہ لگوانے والے جان کا نقصان اٹھائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعض لوگوں نے ٹیکہ سے اس قدر نقصان اٹھایا کہ ان کی بینائی جاتی رہی اور بعض کے اوراعضا میں خلل پیدا ہوگیا اور سب سے زیادہ یہ کہ ملکوال ضلع گجرات میں ایک ہی دفعہ انیس آدمی ٹیکہ سے مر گئے۔

(حقيقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22ص 229)

بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہوگیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کرسکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا۔ جب شدت مرض انتہاء تک پہنچ گئی تب میں نے دعا کی تو الہام ہوا برق طفلی بشیر ۔یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہوگیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سوآدمی کو معلوم ہوگا۔

(حقيقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد22ص 240)

5/اگست 1906ء کو ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بے حس ہوگیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اس لئے مجھے خیال گذرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی۔ دل میں گھبراہٹ تھی کہ کروٹ بدلنا مشکل تھا۔ رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتت اعداء کا خیال آیا۔ مگر محض دین کے لئے نہ کسی اور امر کے لئے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتت اعداء ہے تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا (۔) یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کیا کرتا۔ پس اسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر افتراء کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آ گئی اور پھر یک دفعہ جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام ونشان نہیں رہا تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اٹھا اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

﴿ حقيقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22ص 245 ﴾

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہوگیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیّر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صدسالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً پانچصد فیمیلز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔

یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔ خوردونوش 2۔ تعلیمی اخراجات 3۔ بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر ومرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل بیس لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہٰذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیّر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقاؐ کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔ جس میں آپؐ فرماتے ہیں ۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

پردہ کی اہمیت

☆بعض خواتین بیاہ شادی کے موقع پر پردہ کو ضروری خیال نہیں کرتیں۔اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

☆پردہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ خواتین کے حصے میں کھانا کھلانے کیلئے خواتین ہی ہوں۔جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا کہ لجنہ کی ٹیمیں ہوں۔یا اطفال معاونت کریں۔اگر تقریب شادی ہال میں رکھنی ہو تو ایسا ہال منتخب کیا جائے جہاں پردہ کا انتظام ہو۔بیرے خواتین کی طرف Serve نہ کریں بلکہ موجود خواتین میں سے چند کی ڈیوٹی لگادی جائے۔ (فیصلہ مجلس شوریٰ 2009ء)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء)

غض بصر کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مُراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔یہ اُن نادانوں کا خیال ہے جن کو......طریقوں کی خبر نہیں۔بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظراندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔بالآخر یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچالینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِّ بصر کہتے ہیں''۔یعنی نیم آنکھ سے دیکھنا۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 344)

چہرے کا پردہ ضروری ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔بے شک ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرہ کو اس طرح چھپایا جائے کہ اس کا صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے مثلاً باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب عورتوں کی طرز کا نقاب بنالیا جائے جس میں آنکھیں اور ناک کا نتھنا آزاد رہتا ہے۔مگر چہرہ کو پردہ سے باہر نہیں رکھا جاسکتا''۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 301)

غض بصر مرد اور عورت دونوں کیلئے ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہوجاتا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدّنی زندگی میں غضِّ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 ص 344)

''پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غضِّ بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔تو ہر عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے غضِّ بصر کا، اس پر عمل کرے تاکہ کسی بھی قسم کی بدنامی کا باعث نہ ہو۔کیونکہ اس قسم کے مرد جن کے دلوں میں کجی ہو، شرارت ہو تو وہ بعض دفعہ ذراسی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں اور پھر بلاوجہ کے تبصرے شروع ہوجاتے ہیں......بعض جگہوں پر ہمارے ہاں شادیوں وغیرہ پر لڑکوں کو کھانا Serve کرنے کے لئے بلا لیا جاتا ہے۔دیکھیں کہ سختی کس حد تک ہے اور کجا یہ ہے کہ لڑکے بلا لئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ چھوٹی عمر والے ہیں حالانکہ چھوٹی عمر والے بھی جن کو کہا جاتا ہے وہ بھی کم ازکم سترہ اٹھارہ سال کی عمر کے ہوتے ہیں۔بہرحال بلوغت کی عمر کو ضرور پہنچ گئے ہوتے ہیں۔وہاں شادیوں پر جوان بچیاں بھی پھر رہی ہوتی ہیں اور پھر پتہ نہیں جو بیرے بلائے جاتے ہیں کس قماش کے ہیں۔تو جیسا کہ مَیں نے کہا ہے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں اور ان سے پردے کا حکم ہے......ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا کہ احمدی لڑکے، خدام، اطفال کی ٹیم بنائی جائے جو اس طرح شادیوں وغیرہ پر کام کریں۔خدمت خلق کا کام بھی ہوجائے گا اور اخراجات میں بھی کمی ہوجائے گی......عورتوں کے حصے میں تو وہاں پھر عورتوں کا انتظام ہونا چاہئے اور اس بارہ میں کسی بھی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30/جنوری 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 87-88)

حمد باری تعالیٰ

تُو رحیم بھی، تُو کریم بھی، تُو حلیم بھی، تُو بصیر بھی
کسی آئینے میں نہ مل سکی تیری رحمتوں کی نظیر بھی

تُو فضائے ارض و سماء میں ہے تُو بہشت آب و ہوا میں ہے
سرِ آسماں نئی کہکشاں ترے نُور کی ہے لکیر بھی

کہیں آبشاروں کے گیت ہیں کہیں چاند تاروں کا حسن ہے
یہ تمام تیرے ثبوت ہیں یہ سحر بھی مہرِ منیر بھی

تُو کرم نواز ازل سے ہے تیری سمت سب ہی جھکے ہوئے
ترے در پہ مجھ سے غریب بھی ترے در پہ لاکھوں امیر بھی

میں رواں ہوں دشتِ حیات میں مجھے ظلمتوں کا خطر نہیں
میرے ساتھ یادِ رسولؐ بھی میرے ساتھ ربِ قدیر بھی

مجھے منزلوں کا جنوں نہیں مجھے فکرِ جادہ ضرور ہے
میرے دل کا چھوٹا سا قافلہ غمِ راہ کا ہے اسیر بھی

کبھی تاج و تخت کلاہ سے وہ نظر بچا کے گزر گئے
کہ طبیعتوں کے غنی رہے تیرے بے نوا و فقیر بھی

کبھی زندگی کا جنوں مجھے کبھی زندگی سے گریز ہے
مری زندگی کے یہ پیچ وخم میں رہا بھی ہوں میں اسیر بھی

ابھی دیکھ ثاقبؔ خستہ جاں نہ سنا حکایتِ خوں چکاں
کہ ہزار زخموں کے بوجھ سے ابھی مضمحل ہے ضمیر بھی

﴿ثاقبؔ زیروی﴾

﴿پبلشر و پرنٹر﴾طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ﴿مطبع: ضیاء الاسلام پریس﴾ ﴿مقام اشاعت﴾دارالنصر غربی چناب نگر ﴿ربوہ﴾ قیمت 5 روپے

مکرم محمد طارق محمود صاحب

انسانیت خدا کی تلاش میں

قرآنی تعلیمات کے بغیر تلاش خدا سعی لاحاصل ہے

اس کائنات کی بوقلمونیاں خدا کے زندہ وجود پر دلالت کرتی ہیں

ذات باری تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ ایک ایسا اہم ترین مضمون ہے کہ پوری کائنات کے تمام مضامین ازل سے اسی کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور ابد تک لگاتے رہیں گے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں مختلف قسم کے نظریات ملتے ہیں۔ بعض اوقات انسان نے اپنی عقل کے بل بوتے پر اس قادر مطلق ہستی کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔ کبھی فلاسفروں نے اپنے علم کی موشگافیوں اور زعم میں اس بزرگ و برتر لطیف وخبیر ہستی کا انکار کیا۔ کبھی سائنس دانوں نے اپنے تجربات اور اپنی حیات کے ذریعہ آنکھوں سے نہ نظر آنے والی اس ہستی کا انکار کر دیا۔

جیسے اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مادیت پرست سائنسدان اس دعویٰ کے ساتھ میدان میں اترے کہ خدا کا کوئی وجود نہیں۔ لاپلیس نے نظام شمسی پر اپنی ایک کتاب میں خدا کا نام تک نہ لیا اور جب نپولین نے اس سے تعجب سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ میں تمہاری کتاب میں خدا کا ذکر نہیں پاتا ہوں، تو اس نے شاہ فرانس سے کہا ”حضور والا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں“

وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ لے کچھ اور بڑھتی گئی اور بالآخر انیسویں صدی میں یہ کہا جانے لگا کہ سائنس نے خدا کے تصور کو ختم کر دیا ہے اور کائنات کی ایک ایسی توجیہہ کردی ہے جس میں کسی مدبر اعلیٰ اور خالق کل کی ضرورت باقی نہیں رہی۔“

(..........فلسفہ حیات صفحہ 188)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انسان نے ہی خدا کو تراشا تھا وہ خود ہی اس کا انکار کرے گا۔ بعض نے متعدد خداؤں کا نظریہ اپنایا۔ بعض نے بتوں اور مورتیوں کو خدا کا مقام دیا۔ کچھ لوگوں نے اللہ کی مخلوق یعنی تخلیق شدہ چیزوں میں سے چاند، ستاروں، سیاروں، سورج، بادلوں، دریاؤں ہواؤں یا آگ کو خدا قرار دے دیا۔

مختصر یہ کہ عقلی، نقلی، مشاہداتی، سائنسی طور پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا ایک وجود ہے جس کا نام اللہ ہے۔ جسے رب رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین بھی کہا جاتا ہے۔

جدید ترین سائنسی انکشافات وایجادات ہر آن خالق کائنات کی نشانیوں کو انسان کے سامنے پیش کر رہی ہیں کھلتی ہوئی ہر پرت اور اترتا ہوا ہر غلاف اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ یہ بے مثال نظام اس سے کہیں عمیق اور کہیں پیچیدہ ہے جتنا انسان ابتداء میں سمجھتا تھا۔

اس خالق کی پہچان کے کئی دروازے ہیں۔ اس تک پہنچنے کے کئی راستے ہیں۔ بے شمار نشانیاں کھلے آسمان کے نیچے فضا میں بکھری ہوئی کائنات کے ذرہ ذرہ میں عقلمندوں کے لئے نشان پائے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

علی ناصر زیدی پروفیسر پاکستان اکیڈمی ”معلومات کا انسائیکلو پیڈیا“ صفحہ 19-20 پر لکھتے ہیں۔

”وہ انسان جو تقریباً چھ ہزار سال قبل غاروں کی اتھاہ اور تاریک گہرائیوں میں رہتا تھا اب راز کائنات دریافت کرنے کے لئے آسمان کی پنہائیوں میں محو پرواز ہے اور سالہا سال تک اعلیٰ ترین دماغوں کی عرق ریزی اور بے شمار ڈالر صرف کر کے اربوں اور کھربوں تاروں میں سے ہمارے قریب ترین سیارے اور زمین سے تقریباً 2 لاکھ چالیس ہزار میل پر واقع چاند پر کمند ڈالنے کے بعد مریخ تک پہنچ چکا ہے۔ جس کا فاصلہ ہم سے تقریباً ساڑھے تین کروڑ میل اور سورج سے تقریباً چودہ کروڑ بیس لاکھ میل ہے۔“

قرآن عظیم کا لفظ لفظ چونکہ کلام اللہ ہے۔ اس لئے جس طرح صحیفہ فطرت کے پتہ پتہ سے خدا کا ثبوت ملتا ہے اسی طرح اس پاک اور ربانی کتاب کی ہر آیت بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی س تک خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کے لئے آئینہ حق نما ہے اور اس میں زبردست اقتداری اور آفاقی اور انفسی نشانیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ذات کی واضح اور نمایاں تصویر ملتی ہے اور اگر کوئی شخص معرفت کی آنکھ اور ایمان کے نور سے اس کو بنظر غائر مشاہدہ کرے تو اس کی روح پکار اٹھے گی کہ اس کی ہر آیت میں خدائے قادر وتوانا کا ذکر موجود ہے اور یہ کمال اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی الہامی کتاب کو حاصل نہیں......

اسلام جس زندہ اور ازلی اور ابدی اور کامل خدا کو پیش کرتا ہے اس کا ذاتی اور مخصوص نام اللہ ہے جو اسم اعظم کہلاتا ہے جو قرآن مجید میں 2697 بار استعمال ہوا ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 3 صفحہ 144)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کو لازم پڑی ہوئی ہیں ایک برتر ہستی کی تلاش ہے۔ جس کے لئے اندر ہی اندر انسان کے دل میں ایک کشش موجود ہے اور اس تلاش کا اثر اسی وقت سے محسوس ہونے لگتا ہے جبکہ بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت اپنی جو دکھاتا ہے وہ یہی ہے کہ ماں کی طرف جھکا جاتا ہے اور طبعاً ماں کی محبت رکھتا ہے اور پھر جیسے جیسے حواس اس کے کھلتے جاتے ہیں اور شگوفہ فطرت اس کا کھلتا جاتا ہے یہ کشش محبت جو اس کے اندر چھپی ہوئی تھی اپنا رنگ وروپ نمایاں طور پر دکھاتی چلی جاتی ہے پھر تو یہ ہوتا ہے کہ بجز اپنی ماں کی گود کے کسی جگہ آرام نہیں پاتا اور پورا آرام اس کا اسی کے کنار عاطفت میں ہوتا ہے اور اگر ماں سے علیحدہ کر دیا جائے اور دور ڈال دیا جاوے تو تمام عیش اس کا تلخ ہو جاتا ہے اور اگر چہ اس کے آگے نعمتوں کا ایک ڈھیر ڈال دیا جاوے تب بھی وہ اپنی سچی خوشحالی ماں کی گود میں ہی دیکھتا ہے اور اس کے بغیر کسی طرح آرام نہیں پاتا۔ سو وہ کشش محبت جو اس کو اپنی ماں کی طرف پیدا ہوتی ہے وہ کیا چیز ہے؟

درحقیقت یہ وہی کشش ہے جو معبود حقیقی کے لئے بچہ کی فطرت میں رکھی گئی ہے بلکہ ہر ایک جگہ جو انسان تعلق محبت پیدا کرتا ہے۔ درحقیقت وہی کشش کام کر رہی ہے اور ہر ایک جگہ جو یہ عاشقانہ جوش دکھلاتا ہے درحقیقت اسی محبت کا وہ ایک عکس ہے گویا دوسری چیزوں کو اٹھا اٹھا کر ایک گمشدہ چیز کی تلاش کر رہا ہے جس کا اب نام بھول گیا ہے۔ سو انسان کا مال یا اولاد یا بیوی سے محبت کرنا یا کسی خوش آواز کے گیت کی طرف اس کی روح کا کھینچے جانا درحقیقت اسی گمشدہ محبوب کی تلاش ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 363-364)

کارن آرمسٹرانگ اپنی تصنیف ”تلاش خدا“ میں لکھتے ہیں۔

”خدا ایک ایسی حقیقت نہ تھی جس کو فلسفہ یا کسی مادی شے میں تلاش کرنا ممکن ہوتا بلکہ یہ ایک روحانی حقیقت تھی جو کہ من کی پیچیدہ گہرائیوں میں پائی جاتی تھی“۔ (تلاش خدا مترجم اعظم شیخ ص 83-84)

پھر آرمسٹرانگ صاحب مزید لکھتے ہیں۔

”تمام الہامی مذاہب میں خدا کی وحدانیت کا تصور موجود تھا۔ وجود باری تعالیٰ کے موضوع پر کسی بحث سے پہلے یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے۔ کہ خدا کا وجود حسی اور مادی نہیں ہے بلکہ مابعد الطبیعی ہے۔ عام طور پر کسی چیز کے وجود کو جاننے کے لئے ہمارے ذرائع اور وسائل میں وہ حواس ہیں۔ سائنس اپنا علم انہی حواس کے ذریعے حاصل کرتی ہے لیکن حواس سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ محض مادی اور حسی دنیا تک محدود ہے جو چیزیں ان سے ماوراء ہیں یعنی طبیعی کی بجائے مابعد الطبیعی ہیں ان کو جاننے کے لئے حواس ناکافی ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حواس مجبور اور لاچار ہیں اور اس کے حقائق کو جاننے کے لئے حواس ہمارے معاون و مددگار نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ خدا کے معاملے میں اس طرح کے دلائل طلب کرنا جو حسی دنیا سے متعلق ہوں یا جو اس کے معیار کے مطابق ہوں ایک غیر عقلی اور غیر سائنٹیفک مطالبہ ہے۔

وجود باری تعالیٰ پر قرآن استدلال پیش کرتا ہے وحی محمدی ﷺ کا سب سے پہلے دعویٰ یہ ہے کہ اس ایک قادر مطلق خالق عالم اور صانع کائنات ہستی کا اعتراف انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ متمدن سے متمدن اور وحشی سے وحشی قوم میں بھی اس امر کا اعتراف ملتا ہے۔ آثار قدیمہ کی تحقیقات نے سینکڑوں مردہ اور گمنام قوموں کی تاریخ کا سراغ لگایا جس میں سامان تمدن، اعلیٰ خیالات اور علوم کی لاکھ کمی محسوس ہوتی ہو لیکن مذہبی عقیدہ اور کسی خدا کے اعتراف کی کمی بالکل نظر نہیں آتی۔ ان کی عمارتوں کے کھنڈروں میں جو چیز سب سے پہلے ملتی ہے وہ کسی معبد کی چار دیواری ہے۔ آج بھی دنیا کے مختلف گوشوں میں جو بالکل وحشی اقوام ملتی ہیں وہ بھی کسی نہ کسی شکل میں عالم کے خالق اور کائنات کے صانع کے تخیل سے بہرہ ور ہیں۔ غرض جماعت انسانی کا کوئی حصہ، زمین کا کوئی گوشہ زمانہ کا کوئی عہد اس تخیل سے خالی نہیں ملتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اعتراف بھی انسان کے فطری تصورات اور وجدانی جذبات میں داخل ہے۔

(خدا کی تلاش۔ مترجم اعظم شیخ ص 106-107)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”خدا زمین وآسمان کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العلمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے اس کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو۔ یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 ص 191)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اس نے روح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں ہم ہر روز اس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں اور ترقیات سے نئی نئی روح وہ ہم میں پھونکتا ہے اگر وہ نیست سے ہست کرنے والا نہ ہوتا تو ہم تو زندہ ہی مرجاتے عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے کون ہے جو اس کی مانند ہے اور عجیب ہیں اس

کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے''۔

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 69-70)

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ کی ذات کے عقلی ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

اور یہ یاد رکھو کہ جو عقل سے کام لے گا۔...... کا خدا اسے ضرور ہی نظر آ جائے گا۔ کیونکہ درختوں کے پتے پتے پر اور آسمان کے اجرام پر اس کا نام بڑے جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ (ملفوظات جلد اول ص 41)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

جان لیں کہ...... کا خدا ایسا گورکھ دھندا نہیں کہ اسے عقل پر پتھر مار کر بہ جبر منوایا جائے اور صحیفہ فطرت میں کوئی بھی ثبوت اس کے لئے نہ ہو' بلکہ فطرت کے وسیع اوراق میں اس کے اس قدر نشانات ہیں جو صاف بتلاتے ہیں کہ وہ ہے۔ ایک ایک چیز اس کائنات میں اس نشان اور تختہ کی طرح ہے جو ہر سڑک اور گلی کے سر پر اس سڑک یا محلّہ یا شہر کا نام معلوم کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ خدا کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور اس موجودہ ہستی کا پتہ ہی نہیں بلکہ مطمئن کر دینے والا ثبوت دیتی ہے۔ زمین و آسمان کی شہادتیں کسی مصنوعی الصمد اور بناوٹی خدا کی ہستی کا ثبوت نہیں دیتیں۔ بلکہ اس خدائے احد لم یلد و لم یولد کی ہستی کو دکھاتی ہیں جو زندہ اور قائم خدا ہے اور جسے...... پیش کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 40)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

پس میں اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ خوب یاد رکھو اور دل سے سنو اور دل میں جگہ دو کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ اس نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اپنے وجود اور توحید کو پر زور اور آسان دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ایک برتر ہستی اور نور ہے۔ وہ لوگ جو اس زبردست ہستی کی قدرتوں اور عجائبات کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے وجود میں شکوک ظاہر کرتے اور شبہ کرتے ہیں۔ سچ جانو۔ بڑے ہی بدقسمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست ہستی اور مقتدر وجود کے اثبات کے متعلق ہی فرمایا ہے۔............ (ابراہیم:11) کیا اللہ کے وجود میں بھی شک ہو سکتا ہے جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے؟ دیکھو یہ تو بڑی سیدھی اور صاف بات ہے کہ ایک مصنوع کو دیکھ کر صانع کو ماننا پڑتا ہے۔ ایک عمدہ جوتے یا صندوق کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کی ضرورت کا معاً اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ پھر تعجب پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی میں کیونکر انکار کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ ایسے صانع کے وجود کا کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ جس کے ہزارہا عجائبات سے زمین و آسمان پر ہیں۔ پس یقیناً سمجھ لو کہ قدرت کے ان عجائبات اور صنعتوں کو دیکھ کر بھی جن میں انسانی ہاتھ انسانی عقل و دماغ کا کام نہیں۔ اگر کوئی بیوقوف خدا کی ہستی اور وجود میں شک لائے تو وہ بدقسمت انسان شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 33-34)

ایک سیاح اپنے سفرنامہ ''جہاں دیدہ'' میں امریکہ اور کینیڈا کے سفر کے دوران ''نیاگرا'' کی سیر کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''نیاگرا دراصل ایک دریا ہے جو امریکہ کی چار مختلف جھیلوں سے مرکب ہے جس کے طاس کا مجموعی رقبہ دو لاکھ ساٹھ ہزار مربع میل ہے یہ دریا امریکہ اور کینیڈا کے درمیان حد فاصل کا کام بھی کرتا ہے اور شمال سے جنوب میں بہتا ہوا کینیڈا کی مشہور جھیل اونٹاریو میں گرتا ہے''...... کہا جاتا ہے کہ یہاں سے پانی 6 کروڑ گیلن فی منٹ کے حساب سے گرتا ہے اور ماہرین کا کہنا ہے کہ پانی کا یہ زبردست سیلاب اس جگہ کروڑوں سال سے اس زور شور کے ساتھ گر رہا ہے۔ لیکن یہ قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ نالے کا وہ کنارہ جہاں سے یہ لاکھوں ٹن پانی اس خوفناک دباؤ کے ساتھ گرتا ہے لاکھوں صدیوں سے اس کا صرف چند فیٹ حصہ اب تک گھس کر جھڑ سکا ہے باقی جوں کا توں قائم ہے۔

فتبارك الله احسن الخالقين۔

(خدا مذہب اور جدید سائنس ص 37)

جیمز نے اپنی کتاب ''پُراسرار کائنات'' کے آخر میں نہایت صحیح لکھا ہے کہ ''ہمارے جدید ذہن واقعات کی مادی توجیہ کے حق میں ایک طرح کا تعصب رکھتے ہیں۔'' (خدا مذہب اور جدید سائنس ص 91)

جدید سائنسی فکر کے یہ رجحانات صحت مند ہیں اور ہوا کے نئے رخ کا پتہ دیتے ہیں۔ جہاں تک خالص سائنٹیفک طریقہ کا سوال ہے۔ وہ اپنی مجبوریوں کی وجہ سے حقائق کی اس نئی دنیا کے بارے کچھ نہیں کہہ سکتا جس کا تعلق مابعد الطبیعات سے ہے۔ کیوں کہ خدا کے وجود کا ادراک حواس کے ذریعے نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کے باوجود عقل سلیم کی راہنمائی کے لئے انفس و آفاق میں بے شمار شواہد موجود ہیں اور خود سائنس کی فراہم کردہ معلومات میں لاتعداد نشانیاں موجود ہیں جو ہر ایک مدبر اور صاحب امر ہستی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو دیکھنے والی آنکھ اور سوچنے والا دماغ رکھتا ہو۔ اس کائنات کے حقائق کو دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ یہ کارخانہ رنگ و بو ایک حکیم اور ناخالق اور فرماں روا کے بغیر نہ وجود میں آ سکتا تھا اور نہ قائم رہ سکتا ہے۔ زمین سے لے کر آسمان تک ساری کائنات ایک مکمل نظام ہے اور یہ پورا نظام ایک زبردست قانون کے تحت چل رہا ہے جس میں ہر طرف ایک ہمہ گیر اقتدار، ایک بے عیب حکمت، ایک بے خطا علم کے آثار نظر آتے ہیں۔ یہ آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس نظام کا ایک فرماں روا ہے۔

نظم کا تصور ایک ناظم کے بغیر، قانون کا تصور ایک حکمران کے بغیر، حکمت کا تصور ایک حکیم کے بغیر، علم کا تصور ایک عالم کے بغیر اور سب سے بڑھ کر خلق کا تصور ایک خالق کے بغیر آخر کس طرح آ سکتا ہے۔ یہ کائنات ایک منصوبے کے تحت کام کر رہی ہے۔ کیا یہ منصوبہ ایک منصوبہ کار کے بغیر ہی جاری و ساری ہو گیا ہے؟ اس کائنات میں کمال درجے کا حسن و توازن ہے یہ حسن و توازن ایک منتظم کے بغیر کیسے ممکن ہے۔

اس میں ایک ہمہ گیر اخلاقی قانون کارفرما ہے جو خیر کو قائم رکھتا ہے اور شر کو ختم کرتا ہے۔ یہ اخلاقی انتخاب ایک صاحب ارادہ ہستی کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ یہ کائنات ایک مسلسل، مربوط اور معنی خیز کتاب کی مانند ہے کیا اس کتاب کا کوئی مصنف نہیں؟ مسٹر آرتھ کیتھ نے سچ کہا ہے۔

''انسانی دماغ ان عظیم سوالات کو حل کرنے کے لئے ایک حقیر سا آلہ ہے ہمیں اس کی مجبوریوں کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ لیکن پھر بھی یہ ہمہ وقت اس امر کا ادراک کر رہا ہے کہ کائنات کی ہر چیز کس قدر منظّم اور مربوط ہے اور فطرت کی نت نئی ایجادات کیسی حیران کن ہیں۔ ہر سمت میں ایک مقصد کارفرما ہے خواہ ہم............ ہوں یا سائنسدان، ہمیں کائنات کے لئے ایک حاکم اعلیٰ کو ماننا پڑے گا۔ جو نام چاہے اس کو دے دو اور جو شکل چاہے اس کی تجویز کر دو مگر اس کو ماننے سے حضر نہیں''

(سر آرتھر کیتھ "I belive" صفحہ 155)

حضرت امام شافعیؒ سے کسی ملحد نے سوال کیا کہ خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ سامنے والا شہتوت کا درخت، وہ حیران ہو کر بولا۔ کس طرح؟ حضرت امامؒ نے کہا کہ اس کے پتے دیکھو بظاہر کتنے حقیر نظر آتے ہیں لیکن ان کی گوناگوں خاصیتوں پر نگاہ ڈالی جائے تو انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ ان پتوں کو ہرن کھاتا ہے تو مشک بن جاتے ہیں۔ مکھی کھاتی ہے تو شہد بن جاتے ہیں۔ کیڑا کھاتا ہے تو ریشم بن جاتے ہیں مگر جب بکری کھاتی ہے تو یہ مینگنیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں کیا یہ بات عقل میں آ سکتی ہے کہ ان حقیر پتوں میں یہ متنوع خصوصیات آپ سے آپ آ گئی ہیں اور کوئی ان کا پیدا کرنے والا نہیں ہے؟

(ان دیکھی حقیقتیں ص 25-26 مصنف کوثر نیازی)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ہستی اور خالقیت اور اس کی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کے لئے جہاں تک علوم عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کار کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور اس استدلال کے ضمن میں .... تمام علوم کو نہایت لطیف و موزوں طور پر بیان کیا ہے............ اور...... علوم مذکورہ سے ایک ایسی شائستہ خدمت لی ہے جو کبھی کسی انسان نے نہیں کی۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 ص 72-73)

''عرب کے ایک بدو سے کسی نے پوچھا کہ تیرے پاس خدا کی کیا دلیل ہے۔ اس نے جواب دیا۔

جب کوئی شخص جنگل میں سے گزرتا ہوا ایک اونٹ کی مینگنی دیکھتا ہے تو یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس جگہ سے کسی اونٹ کا گزر ہوا ہے اور جب وہ صحرا کی ریت پر کسی آدمی کے پاؤں کے نشان پاتا ہے تو یقین کر لیتا ہے کہ یہاں سے کوئی مسافر گزرا ہے تو کیا تمہیں یہ زمین مع اپنے وسیع راستوں کے اور یہ آسمان مع اپنے سورج اور چاند اور ستاروں کے دیکھ کر خیال نہیں جاتا کہ ان کا بھی کوئی بنانے والا ہوگا۔''

(ہمارا خدا'' ص 52)

ایک بڑھیا چرخا کات رہی تھی ایک دہریہ عورت نے اس سے خدا کے متعلق کوئی معقول ثبوت مانگا۔ بڑھیا نے چرخا چلانا چھوڑ دیا اور پوچھا کہ اب یہ چرخا کیوں نہیں چلتا؟ اس نے فوراً کہا کہ تم نے چرخا چلانا چھوڑ دیا ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا جب ایک چرخا بھی بغیر کسی چلانے والے کے نہیں چل سکتا تو اس قدر عظیم نظام قدرت زمین و آسمان سورج چاند ستارے وغیرہ بغیر کسی چلانے والے کے کس طرح چل سکتے ہیں۔

(مخزن اخلاق ص 123)

پیغام شاہجہانپوری ہستی باری تعالیٰ کے عقائد کی دلائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وجود باری تعالیٰ پر بحث و گفتگو کرتے ہوئے جب خدا پرستوں کی طرف سے یہ دلیل دی گئی کہ ہر چیز کا ایک خالق یا تخلیق کرنے والا ہوتا ہے، گویا کوئی چیز اس وقت تک عالم وجود میں نہیں آ سکتی جب تک اسے وجود میں لانے والا موجود نہ ہو۔ پس ثابت ہو گیا کہ اتنی وسیع و عریض کائنات اور عجائب سے پر اور منظّم ترین کائنات کو وجود میں لانے والا کوئی ضرور ہے ورنہ یہ کیسے وجود میں آ گئی۔ اس دلیل پر منکرین خدا کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا کہ اگر ایسا ہی ہے یعنی ہر چیز کا ایک خالق ہونا چاہئے اور کوئی چیز بغیر بنائے نہیں بن سکتی تو پھر خدا کا خالق بھی تسلیم کرنا پڑے گا، بتاؤ اس کا خالق کون ہے؟ یہ دلیل بظاہر اتنی معقول اور مضبوط تھی کہ آج تک اس کا کوئی نہ توڑ سکا۔ یہ سعادت مرزا صاحب کے حصے میں آئی، انہوں نے اس دلیل کو توڑ دیا، اس کا جواب دیا اور ایسا جواب دیا جس نے منکرین خدا کو لاجواب کر دیا۔ موصوف نے اپنی کتاب ''سرمۂ چشم آریہ'' میں اس موضع پر جو مدلل بحث کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ......... جب ہم کہتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک موجد یا خالق ہوتا ہے تو اس سے مراد ہمارے اس عالم میں پائی جانے والی اشیاء ہوتی ہیں۔ گویا یہ دلیل فقط موجودات عالم کے متعلق یعنی ان چیزوں کے متعلق ہے جو ہمارے اس عالم میں داخل ہیں مگر خداوند تعالیٰ تو اس عالم میں پائی جانے والی اشیاء سے باہر ہے، وہ ہمارے اس عالم کی اشیاء میں سے تو نہیں ہے کہ اس پر بھی اس دلیل کا اطلاق کیا جائے پس اس کا خیال تجویز کرنا تو غایت درجے کی وحشیانہ جہالت ہے۔

(سرمۂ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 ص 211)

مرزا صاحب نے یہ بصیرت افروز دلیل دینے

کے بعد بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ہستی باری تعالیٰ پر ایک اور مضبوط ترین دلیل مہیا کر کے خدا پرستوں کے ہاتھوں میں ایسا حربہ اور ہتھیار دے دیا جس سے ان کے ہاتھ اب تک خالی تھے۔ اپنی اس کتاب ’’سرمۂ چشم آریہ‘‘ میں انہوں نے لکھا کہ...... ’’اس خالق حقیقی کے لئے کوئی اور خالق تب تجویز کیا جائے جب اول کوئی اس کے سر پر دعوے دار اٹھے کہ اس کا میں خالق ہوں اور وہ اس (ہمارے خالق حقیقی) کو مغلوب اور محکوم کر کے دکھلاوے۔

(سرمۂ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد2 ص216)

ان دو تین سطروں میں مرزا صاحب موصوف نے خدا کے وجود پر جو محکم دلیل پیش کی ہے اس کی تشریح یوں کی جاسکتی ہے کہ جب سے دنیا میں وحی والہام کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک خداوند تعالیٰ نے ہر نبی کے ذریعے یہ اعلان فرمایا کہ میں (اللہ) اس کائنات اور اس میں پائی جانے والی ہر چیز کا خالق ہوں، میرا خالق کوئی نہیں ہے۔ اگر ہمارے اس خالق حقیقی کا بھی کوئی خالق ہوتا تو وہ ضرور اعلان کرتا کہ میں اس کا خالق ہوں مگر ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود کسی طرف سے یہ دعویٰ نہیں کیا گیا، کسی نے ایسا اعلان نہیں کیا کہ میں اس خدا کا خالق ہوں پس ثابت ہوا کہ اس کا کوئی خالق نہیں کیونکہ اگر وہ موجود ہوتا تو ضرور میدان میں آتا، ضرور Claim کرتا اور وہ آج بھی زندہ اور موجود ہوتا۔

یہ عجیب وغریب اور ناقابل شکست عقلی دلیل دے کر مرزا صاحب نے منکرین خدا کا آخری حربہ بھی توڑ دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے خدا کا وجود ثابت کرنے کے لئے اسے فلسفیوں یا عقلیت کے علمبرداروں کا محتاج نہیں رکھا یعنی ایسا نہیں کہ اگر خدا کی ہستی کے عقلی دلائل نہ دیئے جائیں تو اس کا وجود ہی ثابت نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں مرزا صاحب نے ایک عجیب اور باریک در باریک نکتے کی طرف اہل فکر ونظر کی رہنمائی کی موصوف نے لکھا کہ:

’’عقل کسی چیز کی نسبت یہ حکم (تو) دے سکتی ہے کہ اس چیز کا ہونا ضروری ہے یا یہ چیز ’’ہونی چاہئے‘‘ مگر ایسا حکم ہرگز نہیں دے سکتی کہ واقعہ میں یہ چیز ’’ہے بھی‘‘ اور کسی امر کی نسبت انسان کا علم ’’ہونا چاہئے‘‘ کے مرتبے سے ترقی کر کے ’’ہے‘‘ کے مرتبے تک اس وقت تک پہنچ سکتا ہے جب عقل کے ساتھ کوئی دوسرا رفیق بھی شامل ہوجائے کیونکہ عقل صرف ضرورت شئے کو ثابت کرتی ہے خود (اس) شئے کو ثابت نہیں کر سکتی اور ظاہر ہے کہ کسی شئے کی ضرورت کا ثابت ہونا امر دیگر ہے اور خود اس شئے کا ثابت ہونا امر دیگر .... اور یہ اس وقت ثابت ہوسکتا ہے جب اس کے ساتھ الہام اور وحی بھی ہو............‘‘

(براہین احمدیہ روحانی خزائن۔ جلد نمبر1 ص78)

اس طرح مرزا صاحب اہل فکر ونظر کو اس حقیقت سے آگاہ کر رہے ہیں کہ خداوند تعالیٰ عقلی دلیلوں کا محتاج نہیں اور نہ صرف مجرد عقل سے اس کا عرفان حاصل ہوسکتا ہے۔ اگر اسے تلاش کرنا اور اس کی حقیقی معرفت حاصل کرنی ہے تو وحی والہام کی روشنی میں تلاش کرو یعنی خداوند تعالیٰ کے فرستادوں اور اس کے مامورین نے اس کے بارے میں جو حقائق اور عارفانہ نکات بیان کئے ہیں ان سے راہنمائی حاصل کرو، تم خدا کو پالو گے۔

(’’خدا اور کائنات‘‘ از پیام شاہجہانپوری صفحہ 285 تا 286)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لئے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 21)

مکرم حافظ نعمان احمد خان صاحب

لان ٹینس کا معروف کھلاڑی راجر فیڈرر

دنیا کے مختلف کھیلوں کے معروف کھلاڑی اب ماضی کا حصہ بن چکے ہیں۔ مثلاً سرڈان بریڈمین کا نام سنتے ہی قدیم کرکٹ کا نقشہ ذہن میں آجاتا ہے۔ اسی طرح محمد علی کلے کی عظمت اب تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ میراڈونا، پیلے اور جہانگیر خان جیسے کئی کھلاڑی اپنے اپنے کھیلوں کو اب الوداع کہہ چکے ہیں۔ لیکن ٹینس ایک ایسا کھیل ہے جس کی تاریخ کا معروف کھلاڑی گزشتہ کئی برسوں سے اپنی کامیابیوں کی منازل طے کر رہا ہے۔

کھیلوں کے اس جدید اور تیز رفتار دور میں اگر کوئی کھلاڑی گزشتہ 8 برس سے بغیر کسی انجری کے ہر اہم ٹورنامنٹ میں بہترین کارکردگی دکھاتا رہا ہو تو اس کی کارکردگی کو بلاشک وشبہ بے مثال کہا جاسکتا ہے۔ جی ہاں یہ بات ہورہی ہے راجر فیڈرر کی جنہوں نے رواں برس ومبلڈن ٹائٹل اپنے نام کر کے پندرھواں گرینڈ سلام ٹائٹل حاصل کیا جو کسی بھی دوسرے کھلاڑی کے مقابلہ میں گرینڈ سلام ٹائٹل جیتنے کا عالمی ریکارڈ ہے۔ یہی نہیں راجر فیڈرر 237 ہفتوں تک عالمی نمبر1 رہ چکے ہیں۔ وہ اب تک 21 گرینڈ سلام فائنل کھیلنے کی سب سے زیادہ تعداد کے حامل ہیں۔ اس کے علاوہ 10 لگاتار فائنلز میں شامل ہونا بھی فیڈرر کا ریکارڈ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سوئس اسٹار گزشتہ 4 برسوں سے (2005ء تا 2008ء) Lauveus World Sportsman of the year قرار دیا جارہا ہے۔

راجر فیڈرر سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل (Basel) کے نزدیک Binningen کے مقام پر 8/ اگست 1981ء کو پیدا ہوا۔ اس کے والد رابرٹ فیڈرر سوئس شہری اور والدہ (Lynetter Du Rand) جنوبی افریقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فیڈرر کے پاس جنوبی افریقہ اور سوئٹزرلینڈ دونوں ممالک کی شہریت ہے۔ 6 فٹ ایک انچ قد کے مالک فیڈرر کا بچپن باسل کے قریب فرانس اور جرمنی کے سرحدی علاقہ میں گزرا۔ وہ سوئس، جرمن، فرانسیسی اور انگریزی زبانیں روانی کے ساتھ بول سکتا ہے۔ عقیدہ کے لحاظ سے کیتھولک عیسائی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے دیگر تمام مردوں کی طرح فیڈرر کو بھی فوج میں جبراً بھرتی کے نظام کا سامنا کرنا پڑا۔ شاید یہ ٹینس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اپنی کمر کی تکلیف کے باعث فوج کے لئے نااہل قرار دے دیا گیا ہے۔

فیڈرر کے کیریئر کو دو حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ ایک دور 1998ء تا 2002ء اور دوسرا 2003ء تا 2009ء۔ پہلا وہ کہ جب اس کھلاڑی کو مسلسل محنت اور کامیابیوں کی تلاش کے دور سے گزرنا پڑا۔ یہ وہ دور تھا جب فیڈرر کو غصہ کے تیز کھلاڑی کے طور پر جانا جاتا تھا وہ معمولی معمولی باتوں پر طیش میں آکر اکثر اپنا ریکٹ توڑ دیا کرتا تھا۔ شاید یہ ردعمل اس کے اندر چھپے اس عظیم کھلاڑی کا تھا جو انہیں ان کی ناکامیوں پر شدید ملامت کیا کرتا تھا۔

1998ء میں فیڈرر نے ATP (ایسوسی ایشن آف ٹینس پروفیشنلز) کو جوائن کیا اور جونیئر پلیئر آف دی ائیر کے طور پر سال کا اختتام کیا۔ اس کے باعث 1999ء میں سوئٹزرلینڈ کی ڈیوس کپ ٹیم میں شامل ہوا اس برس کے اختتام پر وہ عالمی نمبر66 ہونے کے ساتھ ساتھ پہلے سو کھلاڑیوں میں کم عمر ترین کھلاڑی بھی تھا۔ اپنے پہلے دو گرینڈ سلام (فرنچ اوپن اور ومبلڈن) کے ابتدائی مرحلہ میں باہر ہونے کے بعد 2000ء میں ہونے والے آسٹریلین اوپن اور یو ایس اوپن کے تیسرے مرحلے تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب رہا اسی برس سڈنی اولمپک کے سیمی فائنل مرحلے تک پہنچ کر شائقین ٹینس کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ گو کہ وہ اس برس کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکے لیکن یہ وہ پہلا برس تھا جب وہ تمام گرینڈ سلام ٹورنامنٹس میں شامل ہوا اور اس سال کا اختتام عالمی نمبر29 کی حیثیت سے کیا۔ 2001ء کے آغاز میں ہی بھورے بالوں اور بھوری آنکھوں والے پچاسی کلو وزنی راجر فیڈرر نے پہلا ATP ٹائٹل اپنے نام کیا۔ اسی برس ومبلڈن میں فیڈرر نے اس وقت کے ٹینس کے بادشاہ پیٹ سمپراس کو ہرا کر سمپراس کے مسلسل 31 میچز جیتنے کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔ اس سال کا اختتام فرنچ اوپن کے کوارٹر فائنل مراحل تک پہنچنے کے ساتھ عالمی نمبر13 کی حیثیت سے کیا۔ 2002ء کا سال فیڈرر ایکسپریس کے لئے صدموں سے بھرپور رہا۔ وہ اس برس گرینڈ سلام ٹورنامنٹس میں کوئی قابل ذکر کارکردگی نہ دکھا سکا اور ساتھ ساتھ اس کے آسٹریلوی نژاد محبوب کوچ پیٹر کارٹر ایک کار حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ اس تمام صورتحال کے باوجود وہ عالمی نمبر13 سے ترقی کر کے نمبر7 کی پوزیشن پر آگیا۔

سال 2003ء سے راجر فیڈرر کا کامیابیوں کی طرف سفر شروع ہوتا ہے۔ اس برس فیڈرر نے تقریباً 22 برس کی عمر میں اینڈی روڈک کو سیمی فائنل میں مارک فیلوسس (Mark Philippousis) کو فائنل میں شکست دے کر ومبلڈن ٹائٹل اپنے نام کیا۔ یہ فیڈرر کا پہلا گرینڈ سلام ٹائٹل تھا۔ میڈیا نے ان کے اندر چھپے کھلاڑی کی عظمت کو بھانپ کر انہیں Legend in the making کے نام سے موسوم کیا۔ 2004ء میں آسٹریلین اوپن، ومبلڈن چیمپیئن شپ اور یو ایس اوپن۔ 2005ء میں ومبلڈن چیمپیئن شپ اور یو ایس اوپن۔ 2006ء میں ایک دفعہ پھر آسٹریلین اوپن، ومبلڈن چیمپیئن شپ یو ایس اوپن تینوں ٹائٹل جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔ 2007ء میں آسٹریلین اوپن اور متواتر پانچویں مرتبہ ومبلڈن چیمپیئن شپ کا ٹائٹل اپنے نام کیا گو کہ وہ 2008ء میں سوائے یو۔ ایس اوپن جیتنے کے کوئی اہم کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ مگر 2009ء کے سال کو اگر فیڈرر کی زندگی کا یادگار ترین سال کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس برس وہ متعدد مرتبہ فرنچ اوپن کے فائنل میں نڈال سے شکست کھانے کے بعد بالآخر پہلی مرتبہ فرنچ اوپن جیت کر پیٹ سمپراس کا چودہ گرینڈ سلام ٹائٹلز جیتنے کا ریکارڈ برابر کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

جولائی 2009ء کے آغاز میں دنیائے ٹینس کے سب سے بڑے ٹورنامنٹ ومبلڈن چیمپیئن شپ کے فائنل میں راجر فیڈرر نے اینڈ روڈک کو پیٹ سمپراس کی موجودگی میں ہرا کر ٹائٹل اپنے نام کر کے ایک نئی تاریخ رقم کر دی۔ ٹینس کے پاکستانی کھلاڑی اعصام الحق نے 3 نومبر 2009ء کو ڈیوڈ آف سوئس انڈور ٹورنامنٹ میں راجر فیڈرر کو شکست دے کر ٹینس کی دنیا کو حیران کر دیا۔

☆☆☆

مکرم محمد زکریا ورک صاحب

چکھنے کی حس کا طلسم

چکھنا ایک نہایت ضروری حس ہے۔ چکھنے کی حس فنگر پرنٹ کی طرح یا آنکھ کے آئرس کی طرح ہر شخص میں منفرد ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کے منہ میں لعاب کے کیمیکلز کا میک اپ منفرد ہوتا ہے۔ امریکہ میں ہوپی انڈین قوم کے لوگ مکئی کے پودے کی پوجا کرتے ہیں اور نیلے رنگ کی مکئی کو طاقت وتوانائی کے لئے کھاتے ہیں۔ امریکہ میں مکئی بند ڈبوں میں ملتی ہے۔ مکئی کو بہت ساری مصنوعات جیسے کاغذ کی مصنوعات، پلاسٹک، کینڈی، آئس کریم، شربت، کارن سٹارچ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہوپی انڈین ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے جس کا نام Maiz تھا۔ یہ لوگ مکئی کے سٹوں سے بچوں کے لئے کھلونے گڑیاں بھی بنایا کرتے تھے۔

انگلش زبان میں Taste کے معنی ہیں کسی چیز کو چھوکر معائنہ کرنا، یہ لاطینی سے ماخوذ ہے یعنی Taxare جس کے معنی چھونے کے ہیں یعنی معائنہ یا تجربہ کرنا۔ اگر گھر میں چیزیں قرینے سے سجی ہوں تو انسان کہتا ہے Tastefully decorated، اگر کوئی عورت مہنگی چیزیں خریدنا پسند کرتی ہو تو کہتے ہیں Expensive Taste، اگر کوئی بات بیہودہ ہو تو کہتے ہیں In bad taste۔ صاحب ذوق آدمی کو A man of taste کہا جاتا ہے۔ امریکہ میں اخباروں میں ایسے رپورٹر ملازم ہوتے ہیں جو ریستورانوں میں کھانا کھا کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کو فوڈ رپورٹر کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنا قلم فوڈ کی ڈشز پر یوں چلاتے ہیں کہ انسان ایسے کھانے پر راغب ہو جاتا ہے۔

دنیا میں قدم رنجہ فرمانے کے بعد ہم سب سے پہلے چیز جو چکھتے ہیں وہ ماں کا دودھ ہوتا ہے مگر اس کے ہمراہ ماں کی بحر بے کنار محبت، حفاظت، گرمی اور خوش الحانی بھی ہمیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ ماں کا دودھ پیتے ہوئے بچہ ٹکٹکی لگا کر ماں کے چہرہ کو دیکھتا ہے اور وہ اس کو دنیا کی حسین ترین چیز نظر آتی ہے۔ پھر ماں اپنے ہاتھوں سے اپنے بچے کو کھانا کھلاتی ہے اور بعض دفعہ اپنے منہ میں چبا کر اس کے منہ میں ڈالتی ہے، ماں کے ساتھ یہ وابستگی اور مضبوط بندھن انسان ساری زندگی فراموش نہیں کرسکتا کیونکہ یہ اوائل زندگی کے خوشگوار تجربات ہوتے ہیں جو دماغ پر النقش کالحجر ہو جاتے ہیں۔

ٹیسٹ بڈز (Taste Buds)

الیکٹرون مائیکروسکوپ سے زبان پر موجود ٹیسٹ بڈز دیکھے جائیں تو وہ کرہ مریخ پر آتش فشاں کی طرح نظر آتے ہیں۔ ہمارے ٹیسٹ بڈز بہت ہی مہین ہوتے ہیں جو بالغ آدمیوں میں دس ہزار کے قریب ہوتے ہیں۔ ان کی چار اقسام ہیں جو زبان کے مختلف حصوں پر موجود ہوتے ہیں یعنی نمکین، شیریں، ترش اور کڑوا۔ ہر ٹیسٹ بڈ کے اندر پچاس کے قریب موجود خلیئے ہمارے دماغ کے نیوران کو انفارمیشن مہیا کرتے ہیں۔ زبان کے درمیان کے حصے سے کوئی ذائقہ معلوم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مختلف قسم کے بڈز ہمارے ٹانسلز اور فرنکس Pharynx میں موجود ہوتے ہیں۔ خرگوش کے منہ میں سترہ ہزار، طوطے کے منہ میں چار سو، گائے کے منہ میں پچیس ہزار ٹیسٹ بڈز ہوتے ہیں۔ زبان کے کونے سے ہم شیریں چیزوں کو چکھتے ہیں، کڑوی چیزیں زبان کے بالکل پیچھے اور نمکین چیزیں زبان کی سطح سے چکھی جاتی ہیں۔ جب ہم آئس کریم یا کیک کھاتے ہیں تو ہم زبان کی ٹپ کو استعمال کرتے ہیں کیونکہ مٹھاس کے ٹیسٹ بڈز زبان کے کونے میں موجود ہوتے ہیں۔ اگر ہم شوگر کیوب کو زبان کے نیچے رکھ دیں تو اس کا مزہ اتنا نہیں آئے گا جتنا زبان کے اوپر رکھنے سے۔ ہماری روزمرہ کی زبان میں میٹھی چیزوں کا اثر اتنا زیادہ ہے کہ ہم بچوں کو سویٹ کہہ کر بلاتے ہیں۔ اگر انسان کو کوئی چیز ناپسند ہو تو اس کی مثال کڑوی گولی Bitter Pill سے دی جاتی ہے گویا یہ زہر کی مترادف ہے۔

ٹیسٹ بڈز دو جرمن سائنسدانوں Meissner & Wagner نے انیسویں صدی میں دریافت کئے تھے۔ تتلیوں کے بڈز ان کے پاؤں میں ہوتے ہیں اس لئے تتلیاں کسی میٹھی چیز میں ایک پاؤں ڈال کر اس کی مٹھاس کا پتہ لگا لیتی ہیں۔ میٹھے کا ذائقہ کتوں اور گھوڑوں میں بھی انسانوں کی طرح موجود ہوتا ہے۔ ٹیسٹ بڈز سات سے دس دن کے اندر استعمال سے ختم ہو جاتے ہیں مگر دوبارہ کچھ عرصہ بعد پیدا ہو جاتے ہیں۔ پینتالیس سال سے اوپر کی عمر والے لوگوں میں ٹیسٹ بڈز جب مر جاتے ہیں تو وہ دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو ذائقہ چکھنے میں دقت ہوتی ہے۔ بچوں میں چکھنے کی صلاحیت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ بچے میٹھی چیزیں کھانا اس لئے پسند کرتے ہیں کیونکہ ان کی زبان کا کونہ (ٹپ) مٹھاس کے لئے بہت حساس ہوتا ہے۔ جب تک کوئی چیز ہوا میں بخارات کی صورت میں نہ جائے ہم اس کو سونگھ نہیں سکتے اسی طرح جب تک کوئی چیز محلول نہ بن جائے ہم اس کو چکھ نہیں سکتے۔ اس لئے منہ میں تحلیل ہونے کے لئے لعاب کا ہونا بہت ضروری ہے۔ حکیم ابن سینا پہلا شخص تھا جس نے کہا تھا کہ ہاضمے کے نظام میں لعاب بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یونانی اور رومن لوگ مچھلی کو چکھنے میں اس قدر مہارت رکھتے ہیں کہ وہ مچھلی کو چکھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہ کس سمندر کے پانی سے پکڑی گئی تھی۔

ٹوتھ پیسٹ کرنے کے بعد ہمیں مالٹے کا جوس کڑوا کیوں محسوس ہوتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ٹیسٹ بڈز کے ممبرین میں چربی نما Phospholipids ہوتا ہے، ٹوتھ پیسٹ میں ایک ایسا ڈیٹرجنٹ ہوتا ہے جو چربی اور گریز کو منتشر کر کے چکنا چور کر دیتا ہے۔ ٹوتھ پیسٹ میں موجود سیکارین، چاک اور فارمالڈاہائیڈ جب سٹرک ایسڈ اور ابسارک ایسڈ سے ملتے ہیں تو ہمارے منہ میں کڑواہٹ کا ذائقہ پیدا ہو جاتا ہے۔

سونگھنے اور چکھنے میں تعلق

سونگھنے اور چکھنے کا آپس میں گہرا تعلق ہے ہم اکثر کسی چیز کو چکھنے سے پہلے سونگھتے ہیں۔ اس چیز میں سے اگر خوشبو آئے تو منہ میں پانی آجاتا ہے۔ منہ میں اگر چیونگم ہو یا الائچی ہو تو اس کی خوشبو دوسروں کو بھی آتی ہے۔ زکام لگا ہو تو انسان چکھنے کی حس سے محروم ہو جاتا ہے۔ کسی کھانے کے لذیذ ہونے کے لئے پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

(1) اس کی ساخت یعنی ٹیکسچر ۔ (2) درجہ حرارت۔ (3) رنگ۔ (4) کھانا کھانے سے لذت محسوس ہوگی یا درد جیسے مرچیں اور (5) کھانے کی خوشبو۔

پرانے زمانے میں رومن قوم کے لوگ ساری ساری رات پارٹیاں اور رنگ رلیاں منایا کرتے تھے، کھانے کے مختلف دور چلتے تھے، نئی نئی ڈشز بنانے کے مقابلے ہوتے تھے مثلاً گوشت کی ایک ڈش وہ یوں بناتے تھے۔ گائے کے گوشت کے اندر بکری کا گوشت، بکرے کے گوشت کے اندر لحم خنزیر اور لحم خنزیر کے اندر مرغی کا گوشت بھنا ہوا رکھا ہوتا تھا۔ پھولوں کے ہار کھانے کی میز کے گرد آویزاں کئے ہوتے تھے، گلاب کے پھولوں کی پتیاں خواتین پر نچھاور کی جاتی تھیں، کھانے کے ہال کے اندر اگربتیاں جل رہی ہوتی تھیں اور مشک کا عطر غلام لوگوں پر سپرے کر رہے ہوتے تھے۔ بعض معزز مہمانوں پر عطر گلاب چھڑکا جاتا تھا۔

یہ تعجب کی بات نہیں کہ عموماً لوگ نمکین کو میٹھے پر ترجیح دیتے ہیں۔ بعض ملکوں میں لوگ مٹی تناول کرتے ہیں کیونکہ مٹی کے اندر نمک ہوتا ہے۔ دنیا میں نمک ہی واحد ایسا معدنی پتھر ہے جو انسان کھا کر خوش ہوتا ہے۔ نمک ہمارے خون کے اندر موجود ہے بلکہ اس کو سالٹ واٹر بھی کہا جاتا ہے۔ مغربی افریقہ کے ملک گھانا کے بازاروں میں لوگ مٹی کے لڈو فروخت کرتے ہیں۔ غذائیت سے بھرپور اس مٹی کے لڈو میں پوٹاشیم، زنک، کاپر، کیلشیم، آئرن اور دیگر دھاتیں ہوتی ہیں۔

موڈ اور غذا

غذا اور انسانی موڈ میں گہرا تعلق ہے۔ ہمارا دماغ فی الواقعہ کیمیکل فیکٹری ہے اور غذا میں بھی طرح طرح کے کیمیائی مادے ہوتے ہیں، جو ہمارے دماغ کو متاثر کرتے ہیں۔ انسان اگر زیادہ چائے یا کافی پی لے تو نروس ہو جاتا ہے۔ دوپہر کا کھانا اگر بھاری قسم کا کھایا جائے تو سہ پہر کے وقت دفتر میں غنودگی چھائی رہتی ہے۔ کینیڈا میں اس لئے لوگ (بشمول راقم السطور) سلاد یا سوپ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ گوشت میں پروٹین ہوتا ہے اس لئے اگر پروٹین سے لیس غذا کھائی جائے تو اس سے جسم میں انرجی آتی ہے۔ اس کے لئے اگر تین بجے کے قریب اگر پنیر کھایا جائے تو مفید ہوتا ہے۔ کھانے میں کاربوہائیڈریٹ (پاسٹا، چاول، روٹی، آلو) زیادہ ہوں تو نیند کا غلبہ طاری رہتا ہے۔ مگر خوشگوار موڈ کے لئے کاربوہائیڈریٹ کھانا اچھا ہوتا ہے۔ حاملہ عورتیں آئیس کریم اور میٹھی چیزیں کھانا پسند کرتی ہیں، کیونکہ شیرینی سے ایک نیوروٹرانسمیٹر ''سیروٹونن'' پیدا ہوتی ہے جو درد کی مدافعت کے لئے مفید ہوتی ہے۔

ایک اوسط درجے کے کھانے میں پندرہ فیصد پروٹین ہونا چاہئے۔ جو بچے ضرورت سے زیادہ چاک وچوبند (ہائپرا یکٹو) ہوتے ہیں ان کے کھانے میں اگر چینی یا چاکلیٹ کم کردی جائے تو وہ نارمل حالت میں آجاتے ہیں۔ اس لئے بچوں کو زیادہ چاکلیٹ یا کینڈی دینا مناسب نہیں ہے۔ بعض سبزیاں اور گوشت کی ڈشیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ ان سے موت واقع ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ بعض لوگ سرخ گوشت اور کلیجی کھانا بہت پسند کرتے ہیں حالانکہ جگر ہمارے جسم میں سے گندے مادے خارج کرتا ہے پھر بھی لوگ اس کو کھاتے ہیں۔ امریکہ کینیڈا میں لوگ گائے کا گوشت (ریڈ میٹ) بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ سرخ گوشت زیادہ کھانے سے سرطان واقع ہوتا ہے۔ عورتیں جن کی عمر حیض بند ہونے کے قریب ہوان کے لئے تو ازحد لازمی ہے کہ سرخ گوشت کھانا بالکل بند کردیں اس طرح مینو پاز سے ہونے والے منفی اثرات ان پر کم ہوں گے۔ تیز مرچ میں ایک کیمیائی مادہ بیٹا کیروٹین Beta Carotene ہوتا ہے جس میں سرطان کے خلیوں کو موت کی نیند سلانے کے خواص ہوتے ہیں۔

اگر انسان دن میں پچاس سے زیادہ کافی کے کپ پیئے تو موت واقع ہونے کا خدشہ ہے۔ جنگلوں میں کھمبی تلاش کرنے والے احتیاط برتتے ہیں کہ وہ کہیں غلط فنگس زمین سے نہ نکال لیں۔ مرغیوں کا گندہ گوشت کھانے سے ایک بیماری ہو جاتی ہے جس کا نام سالمونیلا Salmonella ہے۔ گندے سڑے ہوئے آلو کھانے سے Botulism بیماری لاحق ہو جاتی ہے جو اعصاب پر حملہ کرتی ہے اور اس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم احمد عرفان صادق صاحب مربی سلسلہ کھاریاں تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھانجی عزیزہ نوین اکبر بنت مکرم عبدالاکبر طاہر صاحب مظفر آباد نے آٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید ناظرہ مکمل کرلیا ہے۔ قرآن مجید اس کی والدہ مکرمہ منزہ حنا اکبر صاحبہ نے پڑھایا۔ اس سلسلہ میں تقریب آمین مورخہ 3 جنوری 2010ء کو مظفر آباد میں ان کے گھر میں منعقد ہوئی اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ نے بچی سے قرآن مجید سنا اور دعا کروائی۔ بچی مکرم عبدالمنان طاہر صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ مظفر آباد کی پوتی اور مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ صاحب سابق صدر جماعت فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو ساری عمر قرآن مجید کے نور سے متمتع فرماتا رہے۔ آمین

ولادت

مکرم کرنل (ر) ولی الرحمٰن صاحب اٹاوہ کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے میرے بیٹے مکرم ارمغان الرحمٰن صاحب اور بہو مکرمہ قرۃ العین صاحبہ اٹاوہ کینیڈا کو 15 جنوری 2010ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام ارمان الرحمٰن ہے اور وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ نومولود حضرت چوہدری بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے اور مکرم ڈاکٹر شفیق احمد قیصر صاحب ٹورانٹو کا نواسہ ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت والی لمبی زندگی عطا فرمائے نیز خادم دین بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم ندیم احمد صاحب اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 25 جنوری 2010ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچے کا نام رقیم احمد عطا فرمایا ہے۔ بچہ مکرم سردار علی صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم شاہد حسین مغل صاحب مقیم یو۔کے کا نواسہ ہے۔ احباب سے بچے کے نیک، خادم دین اور صالح ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

نمایاں کامیابی

مکرم آصف محمود بھٹی صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی نداء آصف 4th ائیر انگلش لٹریچر گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین نے گورنمنٹ آف پنجاب کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے چیف منسٹر علمی و ادبی مقابلہ جات میں حصہ لے کر ضلعی لیول میں انگلش ڈبیٹ میں دوئم پوزیشن حاصل کر کے اور چیف منسٹر سے سند اور نقد انعام حاصل کیا۔ پھر ڈویژن لیول میں فیصل آباد سے انگلش ڈبیٹ میں اول پوزیشن حاصل کی اور چیف منسٹر سے نقد انعام اور سند حاصل کی اور اللہ کے فضل سے پنجاب لیول کیلئے کوالیفائی کیا۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ یہ کامیابیاں عزیزہ کیلئے برکتوں کا باعث ہو اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ذیشان علی صاحب باب الابواب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری خالہ محترمہ امینہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم رانا محمود احمد لطیفی صاحب مرحوم مورخہ 19 جنوری 2010ء کو مختصر علالت کے بعد بعمر 45 سال انتقال کر گئیں۔ مورخہ 21 جنوری 2010ء کو مرحومہ کی نماز جنازہ محلّہ باب الابواب میں مکرم عبدالودود صاحب نے پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم رانا عبدالغفور صاحب نے دعا کروائی۔ مرحومہ انتہائی نیک، سادہ، صابر اور دین کے ساتھ مخلص تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں والدہ صاحبہ، ایک بیٹا مکرم رانا سعود احمد صاحب، ایک بھائی مکرم رانا صوفی اعجاز صاحب سابق کارکن پرائیویٹ سیکرٹری اور 6 بہنیں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

تصحیح

مورخہ 23 جنوری 2010ء کو روزنامہ الفضل میں مکرم میاں محمد حسین صاحب عہدی پور نارووال کی یاد میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں مضمون نگار کا نام غلطی سے چوہدری شریف احمد شائع ہو گیا ہے۔ اصل نام مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب صراف ہے نیز دوسرے پیرے کی سطر 12 میں ایک نام غلط درج ہو گیا ہے۔ صحیح نام محمد اسرائیل احمد ہے نہ کہ محمد اسرافیل احمد، احباب درستی فرمالیں۔

☆......☆......☆

رونالڈ ریگن

امریکہ کے 40ویں صدر

1981ء تا 1989ء

رونالڈ ولسن ریگن (Ronald Wilson Reagon)

6 فروری 1911ء کو نیو میکسیکو کے شہر "Tampico" میں جان ایڈورڈ اور نیلی ولسن کے ہاں پیدا ہوئے۔ 1928ء میں ڈکسن ہائی سکول سے گریجوایشن کی۔ ریگن کے والد ''ایڈورڈ'' جوتوں کے سیلز مین تھے۔ 1932ء میں یوریکا کالج ایلی نوئس سے معاشیات اور سوشیالوجی میں بی اے کیا۔ اس کالج میں وہ سٹوڈنٹس باڈی کے صدر تھے۔

1932ء میں ریگن ''آئیووا'' ریڈیو سٹیشن سے سپورٹس اناؤنسر کے طور پر منسلک ہوگئے اور قومی سطح پر شہرت حاصل کی۔ ریگن نے اپنے کیرئیر کا آغاز شوبز سے کیا۔ 1937ء میں ''وارنر برادرز'' سٹوڈیو میں 200 ڈالر فی ہفتہ پر ملازم ہو گئے۔ 1937ء میں ہی ان کی پہلی فلم "Love Is On The Year" منظر عام پر آئی اور انہوں نے اداکار کے طور پر ملک گیر شہرت حاصل کی۔ 1942ء سے 1946ء تک دوسری جنگ عظیم کے دوران ریگن نے امریکی فضائیہ میں خدمات انجام دیں۔ 1946ء میں فوج سے سبکدوش ہوکر پھر فلمی دنیا سے منسلک ہو گئے اور 1957ء تک 54 فلموں میں کام کیا۔ 1962ء میں ڈیموکریٹک پارٹی میں شامل ہو گئے اور 1965ء سے عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔

8 نومبر 1966ء کو ری پبلکن پارٹی کے ٹکٹ پر کیلی فورنیا کے گورنر منتخب ہوئے اور 20 جنوری 1967ء کو یہ عہدہ سنبھالا۔ 1971ء میں دوبارہ گورنر بنے۔ نومبر 1980ء میں ری پبلکن پارٹی کے ٹکٹ پر صدارتی انتخابات میں حصہ لیا اور ڈیموکریٹک صدر جمی کارٹر کو شکست دی۔ 20 جنوری 1981ء میں جب انہوں نے عہدہ صدارت سنبھالا تو ان کی عمر 70 سال سے چند مہینے کم تھی۔ وہ امریکہ کے سب سے طویل عمر صدر تھے۔ وہ امریکہ کی تاریخ میں طویل ترین عرصہ تک زندہ رہنے والے صدر بھی تھے۔

ریگن کے دور صدارت کے ابتدائی چند ماہ میں متعدد ڈرامائی واقعات ہوئے جو ان کی آئندہ کامیابیوں کا سبب بنے۔ 21 جنوری 1981ء کو یعنی عہدہ صدارت کا حلف اٹھانے کے ایک روز بعد ہی رخصت ہونے والی کارٹر انتظامیہ کے صبر آزما مذاکرات کے نتیجے میں ایران میں یرغمالیوں کی رہائی عمل میں آگئی۔ صدارت کا عہدہ سنبھالنے کے 10 ہفتے بعد 30 مارچ 1981ء کو ان پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ واشنگٹن میں ایک ہوٹل کے باہر ایک نوجوان جان ہنکلے نے انہیں گولی مار کر زخمی کر دیا۔ گولی ان کے سینے پر لگی۔ دو ہفتے ہسپتال میں رہے۔ صحت یاب ہونے کے بعد ایک بار پھر اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔

6 نومبر 1984ء کے انتخابات میں ریگن دوسری بار امریکہ کے صدر منتخب ہو گئے۔ ان کے عہد میں پاک امریکہ تعلقات میں اسلحہ اور جدید ترین ہتھیاروں کی خریداری کا معاہدہ بھی طے پایا۔ ریگن جب صدر بنے تو انہیں خارجہ امور کا زیادہ علم نہیں تھا اور نہ ہی انہیں اس سے زیادہ دلچسپی تھی۔ وہ سوویت یونین کے سخت خلاف تھے اور اسے شیطانی سلطنت قرار دیتے تھے۔ تاہم بعد میں سوویت رہنما گورباچوف سے ان کی ایسی مفاہمت ہوئی کہ جس سے جوہری اسلحہ کی تخفیف کا تاریخ ساز سلسلہ شروع ہوا۔ افغانستان میں سوویت فوجوں کے خلاف مجاہدین کی جنگ میں ریگن نے پاکستان کے توسط سے مجاہدین کو بھاری مالی و فوجی امداد دی۔ کینیڈی کے بعد ریگن مقبول ترین صدر مانے جاتے تھے لیکن ان کے زمانے میں امریکہ میں امیروں اور غریبوں کے درمیان خلیج بہت بڑھی۔ ان کا شمار انتہائی دائیں بازو کے قدامت پسند راہنماؤں میں ہوتا تھا۔

جولائی 1985ء میں کینسر کے باعث ان کے دو فٹ بڑی آنت کاٹ دی گئی۔ صدارت کے دوسرے دور میں ان کی جلد میں کینسر کا آپریشن ہوا۔ 29 مئی 1988ء کو ریگن نے سوویت یونین کا پہلا دورہ کیا۔ 20 جنوری 1989ء کو اپنی مدت صدارت مکمل کرنے کے بعد جب ریگن ریٹائر ہوئے تو وہ روز ویلٹ کے بعد امریکہ کے مقبول ترین صدر تھے۔ سبکدوش ہونے کے بعد وہ کیلی فورنیا منتقل ہو گئے۔ 1994ء میں انہیں الزائمر کا عارضہ لاحق ہوگیا۔ اس ناقابل علاج مرض کے باعث دماغ میں یادداشت کے سیل ختم ہو جاتے ہیں اور شخصیت بالکل تبدیل ہو جاتی ہے۔ الزائمر کے مرض میں مبتلا ہونے سے پہلے وہ آپ بیتی لکھ رہے تھے۔ جنوری 2001ء میں گھوڑے سے گرنے کے باعث ان کے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ 6 جون 2004ء کو ریگن 93 برس کی عمر میں کیلی فورنیا میں انتقال کر گئے۔ 11 جون 2004ء کو ان کی آخری رسومات ادا کی گئیں۔

☆......☆......☆

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

خبریں

ہیٹی زلزلے میں دو لاکھ سے زائد افراد کی ہلاکت کی تصدیق

ہیٹی کے وزیراعظم نے 12 جنوری کو آنے والے زلزلے میں دو لاکھ سے زائد افراد کی ہلاکت کی تصدیق کردی اور بتایا کہ اس سے کہیں زیادہ زخمی ہیں۔ ڈاکٹروں کے مطابق زخمیوں میں سے 4 ہزار افراد جسمانی اعضاء سے محروم ہوچکے ہیں۔

امریکی جیوری نے ڈاکٹر عافیہ کو مجرم قرار دیدیا

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے خلاف امریکی عدالت میں چلائے جانے والے مقدمہ میں عام امریکی شہریوں پر مشتمل جیوری کے 12 ارکان نے متفقہ طور پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 7 الزامات کا مجرم قرار دیدیا۔ ان پر بنیادی الزام یہ تھا کہ انہوں نے ایف بی آئی ایجنٹ اور دیگر امریکی شہریوں کو قتل کرنے کی نیت سے ایم فور رائفل سے دو گولیاں چلائی تھیں، بقیہ 6 الزام بھی اس مرکزی الزام کا حصہ ہیں۔

سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ

دن رات محنت کر کے غریبوں اور عوام کی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے جدوجہد کرنے کے دعوؤں کے برعکس حکومت کے اپنے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ 2 برس کے دوران ہوشربا مہنگائی کے نتیجے میں تقریباً ہر شہری کی زندگی اس سطح سے 50 فیصد زیادہ مہنگی ہوگئی ہے جتنی یہ فروری، مارچ 2008ء میں ہوا کرتی تھی جب موجودہ حکومت نے اقتدار کی باگ دوڑ سنبھالی تھی۔

ربوہ میں طلوع وغروب 6۔فروری

طلوع فجر	5:31
طلوع آفتاب	6:56
زوال آفتاب	12:23
غروب آفتاب	5:49

دونوں شورومز پر گرما گرم سیل جاری
صاحب جی فیبرکس
طالب دعا: شیخ مسعود احمد خالد
ریلوے روڈ۔ ربوہ
047-6212310

مغل پراپرٹی آفس پروپرائیٹر: عبدالہادی
مکان پلاٹ وغیرہ کی خرید وفروخت کا با اعتماد آفس
کالج روڈ دارالبرکات ربوہ
فون آفس: 047-6215171
موبائل: 0333-6706641

زعفرانی
طاقت کی دوا سب کیلئے مفید۔ سردیوں میں سردی سے محفوظ رہنے کیلئے قیمت -/300 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

LEARN German LANGUAGE
By German Lady Teacher
صرف خواتین کے لیے
Contact #: 0302-7681425 & 047-6211298

داخلہ نرسری کلاسز 2010ء
الصادق اکیڈمی ربوہ
الصادق اکیڈمی ربوہ میں جونیئر و سینئر نرسری میں داخلہ مورخہ 8 فروری سے شروع ہے۔ داخلہ سیٹیں مکمل ہوتے ہی بند کردیا جائے گا ★ جونیئر نرسری میں داخلہ کیلئے عمر 31 مارچ 2010ء تک اڑھائی تا ساڑھے تین سال جبکہ سینئر نرسری کلاس کیلئے عمر ساڑھے تین سال تا ساڑھے چار سال ہونی چاہئے ★ داخلہ فارم مین آفس دارالرحمت شرقی الف سے مفت دستیاب ہیں ★ داخلہ فارم کے ساتھ برتھ سرٹیفکیٹ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی اور بچے کی تصویر منسلک کریں۔ مزید معلومات کیلئے آفس سے رابطہ کریں۔
مینیجر الصادق اکیڈمی ربوہ
فون نمبر: 6211637-6214434

انسانیت کی محبت سے خالی دل ایک غار ہے
جلدی سونے۔ جلدی جاگنے اور کم کھانے سے صحت عقل اور دولت ملتی ہے
حکیم منور احمد عزیز
دارالفتوح گلی نمبر 1 ربوہ 047-6214029,0334-6201283

مکان برائے فروخت
پلاٹ نمبر 15/53 دارالعلوم وسطی ربوہ بیت اللطیف کے ساتھ برقبہ 11 مرلے فروخت کرنا مقصود ہے خواہشمند حضرات جو مکان خریدنا چاہتے ہیں۔ درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔
0345-4780585,0313-5015805

احمدی بھائیوں کے لئے خاص رعایت
FAJAR RENT- A CAR
121-MF زینب ٹاور لنک روڈ ماڈل ٹاؤن لاہور
M.ABID BAIG
Contact No:0333-4301898

مغل بینکوئیٹ ہال
ایک نام | ایک معیار | مناسب دام
کشادہ حال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
رہائش: 6214840
فون دکان: 6212837
اقصیٰ روڈ ربوہ

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238

مریضوں/عوام کی عمومی، معالجین کی خصوصی توجہ کیلئے!
جب ہر علاج ناکام ہوجائے
تو (جدید، بے ضرر) ایڈوانسڈ ہومیوپیتھی امکانی علاج ہے
ایڈوانسڈ ہومیوپیتھی کی ٹریننگ اور علاج کے لئے
رابطہ نمبر: 0334-6372030

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066,7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

FD-10

Dr. Waqar's
HOUSE OF HEALTH
WHERE HEALTH IS IN ITS PURE SHAPE
جدید جاپانی انداز پر خالصتاً ہومیوپیتھک کلینک جہاں پر تمام بیماریوں کا علاج امپورٹڈ ادویات سے کیا جاتا ہے۔
جعلی اور ملاوٹ بھری ادویات والی ہومیوپیتھک کلینک سے بہتر ہے کہ ہومیوپیتھک علاج نہ کروائیں
بیرون ملک مقیم خواتین و حضرات کے لئے مفت مشورہ اور ادویات کی ترسیل بذریعہ DHL تفصیلات کے لئے رابطہ کریں
جاپانی ماہرین کی زیرنگرانی پاکستان میں پہلی بار آکسیجن تھراپی / زیرنگرانی پروفیسر ڈاکٹر منصور احمد وقار
ہیپاٹائٹس B اور C کا شرطیہ علاج
دمہ کا انشاء اللہ مکمل خاتمہ
موٹاپہ 15 دن میں دس پاؤنڈ وزن کم
خواتین کے تمام امراض لیڈی ڈاکٹر کی زیرنگرانی
جوڑوں کا درد اور اعصابی کمزوری کا شافی علاج
ہاؤس آف ہیلتھ ہومیوپیتھک کلینک
جاپانی ماہرین کی مدد سے جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ تمام قسم کے لیب ٹیسٹ، الٹراساؤنڈ اور ECG بھی موجود ہے۔
7,8 Stores Market, A-Block Model Town, Lahore. Ph: 042-35915933-4 E-mail: info@thehoh.com, Website: www.thehoh.com